مولانا شاہ محمد تفضّل علی صاحب

دور حاضر میں اغذیہ وادویہ کی حلت وحرمت سے متعلق چند اصولی باتیں

(قسط نمبر ۳)

۴: رینٹ Rennet (جسکا عربی نام الإنفحة اور المنفحة) ہے:

رینٹ یا انفحہ درحقیقت جانوروں کے معدے کا خامرہ پیدا کرنے والا ایک مادہ ہے، جس میں مائع چیز (مثلاً دودھ) کو جمانے کی بہت زیادہ صلاحیت ہوتی ہے۔ اگرچہ نباتات اور بعض پودوں سے بھی خامرہ پیدا کرنے والا مادہ حاصل کیا جاتا ہے لیکن عام طور پر رینیٹ جانوروں سے حاصل شدہ مادہ ہے اور یہ جانوروں کے معدہ کی اندرونی جھلی سے نکلنے والا وہ خاص مادہ ہے جو جانور کے دودھ پینے والے بچوں (مثلاً بکری یا بچھڑے) کے پیٹ سے اس وقت نکالا جاتا ہے جب بچے کو اس کی ماں دودھ پلا لیتی ہے اور دودھ اس کے معدہ میں جمع ہوکر ایک خاص کیفیت اختیار کرلیتا ہے، تو اس کو ذبح کردیا جاتا ہے اور پھر اس مادہ کو نکال لیتے ہیں، ایسے وقت میں اس معدی رس میں کسی چیز کو جمادینے کی خوب صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔ انفحہ یا Rennet کی حقیقت یہی ہے۔ (شیء یستخرج من بطن الجدی الرضیع أصفر یعصر فی صوفة مبتلة فی اللبن فیغلظ کالجبن)۔

Rennet کا عام استعمال پنیر بنانے میں ہے۔ پنیر (جس کو عربی میں "الجبن" اور انگریزی میں "Cheese" کہتے ہیں) میں بنیادی طور پر اس مادہ کو لازمی استعمال کا درجہ حاصل ہے، جس کے بغیر گویا پنیر بنتا ہی نہیں۔ لیکن دورِ حاضر میں پنیر کے علاوہ بھی بہت سی ادویہ، اغذیہ اور بعض خاص کھانوں کی تیاری میں رینیٹ استعمال کیا جاتا ہے۔

یہاں یہ بھی عرض کردینا مناسب ہے کہ جب دودھ میں رینیٹ ڈال کر پنیر بنایا جاتا ہے تو دودھ منجمد ہوکر پنیر بن جاتا ہے لیکن دودھ کا کچھ حصہ پانی کی شکل میں الگ ہوجاتا ہے، پنیر بننے کے بعد دودھ کا جو مائع حصہ حاصل ہوتا ہے اس کو انگریزی میں Whey کہتے ہیں۔ پھر بعض اوقات اس Whey کو خشک کرکے پاؤڈر بنالیا جاتا ہے جو Whey Powder کہلاتا ہے۔ پھر Whey اور Whey

Powder کومختلف غذاؤں کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے،یعنی ان میں سے ہر ایک کومختلف کھانے پینے کی چیزوں میں مختلف اغراض سے ڈالا جاتا ہے مثلاً بسکٹوں کی تیاری میں Whey Powder استعمال ہوتا ہے اور پیسٹریوں ، کیکوں کے علاوہ اسے آئسکریم میں بھی ڈالا جاتا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ Whey Powder اور Whey کے استعمال کا کیا حکم ہے؟اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ Whey Powder اور Whey اپنی اصل اور حقیقت کے اعتبار سے Rennet ہی ہوتا ہے،صرف مائع اور جامد ہونے کا فرق ہے اس لئے Whey Powder & Whey کا شرعی حکم وہی ہوگا جو رینیٹ کا ہے۔اور رینیٹ کے حکم میں شرعاً درج ذیل تفصیل ہے:

اگر رینیٹ نباتاتی ہو تو اس کے استعمال کے جواز میں شبہ نہیں،بس صرف یہ دیکھ لینا کافی ہے کہ وہ مضرِ صحت تو نہیں۔لیکن رینیٹ اگر حیواناتی ہو (اور عام طور پر رینیٹ حیواناتی ہی ہوتا ہے) تو چونکہ غیر مسلم ممالک کے بنے ہوئے پنیر وغیرہ میں جو رینیٹ استعمال کیا جاتا ہے،اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ حاصل شدہ رینیٹ کسی حلال جانور سے حاصل کیا گیا ہے یا حرام جانور سے ،اور اگر حلال جانور سے حاصل شدہ ہو تو کیا جانور کو شرعی طریقہ کے مطابق ذبح کیا گیا تھا یا غیر مذبوح تھا وغیرہ ، اس لئے اس بارے میں کچھ تفصیل سے عرض کیا جاتا ہے۔اور وہ یہ ہے کہ بنیادی طور پر پنیر وغیرہ میں استعمال ہونے والے "انفحۃ Rennet " کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

(الف)ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ Rennet کسی ایسے جانور سے لیا گیا ہو جو بذات خود حرام ہو یا نجس العین ہو جیسے خنزیر،تو حرام جانور کا رینیٹ حرام ہے،جس چیز میں وہ رینیٹ ڈالا جائیگا اس کا کھانا پینا بھی حلال نہیں۔نیز خنزیر سے نکالا ہوا Rennet بالاتفاق حرام ہے جس میں کسی قسم کے اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں،لہذا اگر کسی پنیر یا کسی بھی چیز کے بارے میں یقینی طور پر یہ پتہ چل جائے کہ یہ خنزیر کے Rennet سے تیار کیا گیا ہے تو اس کے حلال ہونے کی کوئی صورت سوائے اس کے نہیں کہ اس رینیٹ کو اس چیز میں استعمال کرنے سے پہلے Rennet کی ماہیت وحقیقت یقینی طور پر تبدیل کردی جائے اور وہ Rennet ہی نہ رہے کوئی دوسری چیز بن جائے۔لیکن پنیر بنانے میں عام طور پر ایسا کوئی عمل ہمارے علم میں نہیں کہ اس سے رینیٹ میں انقلاب ماہیت ہوجاتا ہو۔

(ب)دوسری صورت یہ ہے کہ Rennet کسی ایسے جانور سے لیا گیا ہو جس جانور کا گوشت

کھانا شرعاً حلال ہو اور اسے شریعت کے مطابق حلال طریقے سے ذبح کیا گیا ہو اور پھر اسے پنیر میں استعمال کیا جائے تو اس کے جائز اور حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور نہ اس میں کسی کا اختلاف ہے؛ کیونکہ اس صورت میں رینیٹ بالاتفاق پاک اور حلال ہے۔

(ج) رینیٹ کی تیسری صورت یہ ہے کہ جانور تو بذات خود حلال اور "ماکول اللحم" ہو لیکن اسے شریعت کے مطابق حلال طریقے سے ذبح کرنے کے بجائے غیر مشروع طریقے پر ذبح کیا گیا ہو جس کے نتیجے میں وہ مردار اور غیر ماکول اللحم جانور بن گیا تو اب اس کے "انفحۃ" کے بارے میں ائمہ ثلاثہ (یعنی امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) فرماتے ہیں کہ شرعی طریقہ کے خلاف ذبح شدہ جانور مردار ہے اور مردار سے حاصل شدہ رینیٹ مردار کا جزء ہونے کی وجہ سے بہر حال ناپاک ہے۔ احناف میں سے حضرات صاحبین (یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ) فرماتے ہیں کہ غیر شرعی طریقہ پر ذبح شدہ جانور کا رینیٹ اگر جامد (Solid) ہو تو وہ پاک ہے، اس کو دھو کر استعمال کرنا جائز ہے، اس لئے جامد (Solid) رینیٹ اگر پنیر یا کسی دوسری چیز میں ڈالا گیا تو وہ چیز پاک شمار ہوگی۔ اور اگر رینیٹ مائع (Liquid) ہو تو وہ خود بھی ناپاک ہے اور جس چیز میں شامل کیا جائیگا وہ بھی ناپاک شمار ہوگی۔ جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غیر مذبوح جانور کا انفحۃ، Rennet اور اس سے تیار کیا جانے والا پنیر یا کوئی دوسری چیز کئی وجوہ کی بناء پر بہر صورت پاک ہے خواہ رینیٹ جامد (Solid) ہو یا مائع (Liquid)۔ مثلاً اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ شریعت میں مردار ہونے کا اطلاق جانور کے صرف ان اجزاء پر ہوتا ہے جن میں زندگی داخل (حلول) ہوتی ہے اور جن اجزاء میں حیات حلول ہی نہیں کرتی اور ان میں زندگی داخل ہی نہیں ہوتی تو وہ اجزاء مردار کے حکم میں بھی نہیں ہیں، چنانچہ مردار کی ہڈی مردار کے حکم میں نہیں اس لئے وہ ناپاک نہیں، اسی طرح مردار کی کھال بھی دباغت دیئے جانے کے بعد ناپاک نہیں رہتی، مردار کے بال بھی ناپاک نہیں، کیونکہ ان میں حیات داخل ہی نہیں ہوتی، اسی طرح دودھ اور انفحۃ (Rennet) بھی ایسی چیزیں ہیں کہ جن میں حیات داخل نہیں ہوتی، اور جب ان میں حیات داخل نہیں ہوتی تو ان پر مردار کا اطلاق بھی نہیں ہوسکتا اس لئے مذکورہ چیزیں بھی ناپاک نہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا تعامل بھی اسی بات کی تائید کرتا ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مدائن، فارس (ایران) وغیرہ کو فتح کیا تو وہاں کا بنا ہوا

پنیر بغیر کسی نکیر وانکار کے تناول فرمایا، حالانکہ فارس وغیرہ کے باشندے آتش پرست اور مشرک تھے، اگر غیر مذبوح جانور کا انفحہ (Rennet) اور اس سے تیار کیا جانے والا پنیر نجس وناپاک ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسے استعمال نہ فرماتے۔

البتہ یہ خیال رہے کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پنیر وغیرہ میں Rennet کے ساتھ اس کے علاوہ کچھ دوسری اشیاء بھی شامل کرلی جاتی ہیں مثلاً یہ کہ Rennet کے ساتھ کوئی کریم شامل کرلی جاتی ہے اور پھر وہ کریم سور کی چربی " Lard" کی بنی ہوئی ہے اور یقینی استحالہ بھی نہیں پایا گیا تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں سور کی چربی سے بنی ہوئی چیز اس میں شامل ہونے کی وجہ سے وہ چیز حرام اور ناپاک ہوگی، Rennet کی وجہ سے نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رینٹ اگر کسی حلال جانور سے لے کر کسی حلال چیز میں شامل کیا گیا ہو یا اس کا پنیر بنایا گیا ہو تو کھانے کی گنجائش ہے۔ نیز رینٹ کے استعمال کرنے کے ساتھ جو مائع مادہ یعنی (Whey) پیدا ہوتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ تاہم اگر اسکے ساتھ کوئی دوسری ناپاک چیز ملائی گئی ہو مثلاً Lard (یعنی سور کی چربی) سے حاصل شدہ کریم وغیرہ تو اسکا استعمال ناجائز ہوگا۔

فائدہ: مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے فتویٰ کے مطابق حلال (ماکول اللحم) جانور اگر غیر مذبوح اور مردار بھی ہو تو بھی اس کا رینیٹ پاک اور حلال ہے۔ یہی حکم غیر مذبوح اور مردار جانوروں کے دودھ اور انڈے کا بھی ہے۔ اس لئے اگر حلال غیر مذبوح جانوروں کے انڈے، دودھ یا رینیٹ سے کوئی دوا وغیرہ ضرورت کی چیز بنائی جائے یا کسی ضرورت کی چیز کے اجزائے ترکیبی میں مذکور چیزیں شامل کی جائیں مثلاً ضرورت کی ادویہ اور اغذیہ میں تو بوقتِ ضرورت وحاجت ان کا داخلی استعمال بھی جائز ہوگا۔ لیکن جہاں حاجت وضرورت نہ ہو جیسا کہ محض تفریح اور مزہ لینے کی غرض سے جو کھانے پینے کی چیزیں آدمی استعمال کرتا ہے اور جن کے نہ کھانے یا نہ پینے کی صورت میں آدمی کو کوئی نقصان یا ضرر لاحق نہیں ہوتا، مثلاً آئسکریم، چاکلیٹ، ٹافیاں وغیرہ تو ایسے مواقع پر ان چیزوں کو استعمال کرنے سے بچنا چاہئے، جن میں غیر مذبوح اور مردار کا دودھ، انڈے، رینیٹ وغیرہ استعمال کیا گیا ہو۔

لیکن اگر جانور ہی ایسا ہو جس کا گوشت حرام اور ناپاک ہے تو اس کا دودھ، رینیٹ، اور انڈا بھی

حرام ہے خواہ مذکور چیزیں زندہ جانور سے نکلی ہوں یا مردہ جانور سے، لہٰذا جس جزء ترکیبی میں حرام جانور کا گوشت، دودھ، رینیٹ یا انڈا شامل ہو اس میں یہ دیکھنا لازم ہے کہ کھانے پینے کی چیز میں ڈالنے سے پہلے یا ڈالنے کے بعد شرعی نقطۂ نگاہ سے ان چیزوں کا یقینی استحالہ ہوگیا ہے یا نہیں، اگر یقینی استحالہ ہوگیا ہو تو چیزیں حلال اور پاک ہیں، ورنہ حرام اور ناپاک ہیں۔ چنانچہ اگر یہ "انفحۃ Rennet" پاکستان یا کسی بھی اسلامی ملک کا بنا ہوا ہو تو ظاہر حال یہی ہے کہ حلال جانور کا ہوگا اور اس کو شریعت کے مطابق حلال طریقے سے ہی ذبح کیا گیا ہوگا، لہذا اس کے انفحۃ سے بنی ہوئی چیز خواہ ضرورت وحاجت کی ہو یا تفریحی بہرصورت اس کے استعمال کی اجازت ہے۔ اس میں کسی شبہ میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جو پنیر یا دیگر کھانے پینے کی چیزیں غیر مسلم ممالک سے آتی ہیں اور انمیں رینیٹ استعمال کیا گیا ہو تو اگر وہ رینیٹ خنزیر کا ہو تو ان چیزوں کا استعمال تو بالاتفاق حرام ہوگا۔ اور اگر خنزیر کے علاوہ دوسرے جانوروں کا رینیٹ استعمال ہوا تو اوپر بیان کردہ تفصیل کے مطابق عمل کیا جائیگا۔

۵: Hormones: (انگیزات) عربی میں "الھرمونات" اور "الحاثّات" کہتے ہیں:

مذکورہ بالا بحث کے ضمن میں یہ قاعدہ اور اصول بیان کیا گیا کہ جاندار کا ایسا جزء جس میں حیات داخل نہیں ہوتی، اس پر مردار کا اطلاق بھی نہیں ہوسکتا، جس کا تقاضا یہ ہے کہ جاندار کا ایسا جزء جس میں حیات داخل ہوتی ہو، اس پر مردار کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ نیز ایک حدیث میں ہے کہ زندہ حیوان کا کوئی جزء اگر اس سے جدا کرلیا جائے تو وہ مردار ہے۔: "ما أبين من الحی فھو میت" یعنی زندہ چیز سے جو جزء جدا کرلیا جاتا ہے وہ مردہ ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ: **لا تنتفعوا من المیتۃ باھاب ولا عصب** یعنی مردار کے کچے چمڑے اور پٹھے سے فائدہ مت اٹھاؤ۔ جس سے معلوم ہوا کہ کسی زندہ جانور کا کوئی جزء یا مردہ جانور کا کوئی جزء براہِ راست حاصل کرکے اس کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ جبکہ دورِ حاضر میں بعض چیزیں انسان اور مختلف حیوانوں سے مخصوص کیمیائی عمل کے ذریعہ حاصل کی جاتی ہیں اور ان کا استعمال انسانی ضرورت بن گئی ہے یا اس میں ابتلاء عام ہے۔ مثلاً Hormones (انگیزات: یعنی انسان، حیوان اور نباتات سمیت تمام حیاتی اجسام کے خلیات سے افراز ہونے والے کیمیائی مادے) ہیں جن میں Vitamines (حیاتی کیمیا) اور Insulin (شکری حیاتی کیمیا) وغیرہ یا اسی قسم کی دوسری چیزیں جو کہ بسا اوقات انسان اور مختلف جانور (بلکہ خنزیر وغیرہ)

سے ایک خاص کیمیائی طریقے سے نکالی جاتی ہیں، جوطریقہ ایک عام عقل رکھنے والے شخص کی سمجھ وفہم سے کئی درجے بالاتر ہے، اور یہ کام صرف ماہر فن ہی انجام دے سکتا ہے۔ اب حقیقت میں تو یہ انگیزات انسانی اور حیوانی جزء ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ مختلف کیمیائی عمل کے ذریعہ حاصل شدہ انسانی یا حیوانی انگیزے جب مختلف مراحل طے کر کے آخری مرحلہ میں پہنچ کر دواء کی شکل یا دواء کے طور پر کسی غذا میں شامل ہو کر استعمال ہونے کے قابل ہو جائیں تو کیا ہم انہیں (یعنی Hormones وغیرہ کو) موجودہ شکل میں بھی انسان یا حیوان کا جزء قرار دیکر ان پر مردار ہونے کا حکم لگائیں؟ اور انکے استعمال کو ناجائز اور حرام قرار دیں؟ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرات اہلِ علم ان چیزوں کے بارے میں تحقیق فرمائیں، کیمیادانوں اور سائنس کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین سے ان کی حقیقت معلوم کر کے ان کے متعلق حکمِ شرعی بیان فرمائیں، خاص طور پر جو مختلف قسم کے انگیزات (Hormones وغیرہ کو خنزیر سے یا حرام جانوروں سے یا حلال غیر مذبوح سے حاصل کیا جاتا ہوں تو ان کو ان جانوروں کا جزء قرار دینے یا نہ دینے سے متعلق اپنی تحقیق پیش فرمائیں۔ بندہ سوال کی وضاحت کے لئے (نہ کہ بطورِ جواب) اپنا رجحان اور اپنی سوچ کا اظہار یہاں اس لئے کر رہا ہے تاکہ اہلِ فتویٰ حضرات کے سامنے تحقیق کا یہ پہلو بھی زیرِ بحث آجائے۔

Hormones (انگیزات): ہارمونز کی حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ ہر انسان و جاندار (بلکہ نباتات) کے خلیات میں کچھ ایسے کیمیائی مادے ہوتے ہیں جو خلیات سے نکل کر دوران خون میں یا جسم کے دیگر سیال مادوں (مثلاً پیشاب وغیرہ) میں تحلیل ہو کر گردش کرتے ہوئے تمام جسم میں پھیل جاتے ہیں اور اپنے مقام افراز سے دور دراز موجود خلیات، اعضاء اور دیگر انگیزہ پیدا کرنے والے غدود (endocrine glands) کے افعال کو کنٹرول (control) کرتے ہیں۔ اور جسم کے لئے تقویت کا سبب بن کر اس کی صحت کا باعث بنتے ہیں، یہ مادے بنیادی طور پر جسم میں موجود مختلف غدود (مثلاً pineal gland صنوبری غدود، pancreas۔ لبلبہ، Testis، خصیہ، Ovary مبیض، Pituitary gland نخامیہ غدود وغیرہ) کے خلیات سے خارج ہونے والی ریزش ہیں جو جسم کے مختلف اعضاء کے مختلف افعال کا باعث بنتی ہیں۔ یہ ہر جاندار جسم کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اس میں لحمیات یعنی Protein پروٹین، Aminoacid امائنو ایسڈ

اور Steroids اسٹرائڈز پائے جاتے ہیں، یہ مادہ خون کے ذریعہ جسم کے مختلف حصوں میں پہنچتا ہے اوراس کی بہت بڑی مقدار ہر وقت ہر جاندار جسم میں موجود ہوتی ہے، اگر کسی کے جسم میں بیماری وغیرہ کی وجہ سے کسی وقت Hormones کی کمی لاحق ہوجائے تو اس کمی کو دور کرنے کے لئے مریض کو دواوں میں استعمال کرکے، یا کسی چیز کے ساتھ پلاکر، کھلاکر یا بذریعہ انجکشن اس کے جسم میں پہنچا کر اس میں واقع کمی کو دور کیا جاتا ہے۔مثلاً لبلبہ (Pancreas) ہے جو انسولین بناتا ہے۔(انسولین Insulin بھی ایک حیاتی کیمیا اور ایک ہارمون ہے، جو خلیوں کے گروہوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔انسولین کا کام شوگر کی مقدار کو مناسب حد تک رکھنا، یہ بھی ظاہری اعتبار سے جاندار کا جز ہے اور لبلبہ میں بنتا ہے،) جب کسی جانور (مثلاً خنزیز یا گائے وغیرہ) سے اس کو نکالا جاتا ہے تو یہ مادہ ایک تہ کے اندر لپٹا ہوا ہوتا ہے جسے الگ کرکے خالص کرنے اور غیر مضر بنانے کے لئے مختلف کیمیائی عمل کے ذریعہ مختلف پراسس (Process) کیا جاتا ہے۔(مزید وضاحت آگے آرہی ہے)۔

لیکن کسی وجہ سے جب لبلبہ غیر فعال ہوکر یا کسی بیماری میں مبتلی ہوکر انسولین بنانا ترک کردیتا ہے یا ضرورت سے کم مقدار میں انسولین بناتا ہے تو انسولین کی ضرورت اور کمی کو پوری کرنے کے لئے باہر سے انسولین جسم میں داخل کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ انسولین ایک سادہ پروٹین ہے جسے پیدا کرنے کی اصل ذمہ داری لبلبہ کی ہے۔ذیابیطس میں مبتلا افراد کا لبلبہ انسولین پیدا نہیں کرپاتا اور چونکہ یہ جسم میں گلوکوز کی پروسیسنگ کے لئے اہم ہے اس لئے اس کے قدرتی طریقے سے پیدا نہ ہونے کی وجہ سے مشکلات پیدا ہوجاتی ہیں۔اکثر صورتوں میں مریض کو روزانہ انجکشن کے ذریعے انسولین لینا پڑتی ہے۔اس طرح ہارمونز وغیرہ ہماری مختلف غذاؤں اور دواؤں میں استعمال ہوتے ہیں، لیکن اس کو جاندار کے جسم سے حاصل کرنے کے لئے جو دقیق اور کیمیائی پراسس اور سائنٹفک طریقِ کار اختیار کیا جاتا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا کہ یہ جاندار کے جسم کا جزء ہے یا جسم سے جدا کیا گیا ایک جزء ہونے کی وجہ سے مردار کے حکم میں ہے، قابلِ تامل ہے؛ کیونکہ Hormones وغیرہ کو اگر ظاہری نظر میں دیکھا جائے تو کسی حیوان کا جزء ہونے کی وجہ سے اسے مردار، یا خون اور پیشاب سے یا خنزیر سے حاصل ہونے کی وجہ سے اسے نجس وحرام کہنا اگرچہ قواعدِ شرعیہ کے خلاف نہیں، لیکن اگر ہارمونز کی اصل حقیقت (جوایک کیمیا ہے) اوران کو حاصل کرنیکا طریقِ کار اوردقیق وطویل کیمیائی

پراسس (Process) کو دیکھا جائے، جس سے نہ صرف وہ اپنی اصلی شکل وصورت بدل کر ایک دوسری شکل اختیار کر لیتی ہے، بلکہ بعض اوقات مختلف حالتوں میں اس کی تبدیلی کو دیکھنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ شئی ہی فنا ہو گئی۔ تو اتنی حالتوں میں بدل جانے کے بعد بھی موجودہ شکل میں ان کو انسان یا حیوان کا جزء قرار دیکر مردار یا ناپاک کہنا بہت ہی قابلِ تامل معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً جبکہ کسی مردار کے کچے چمڑے اور پٹھے سے فائدہ نہ اٹھانے یا زندہ کے جسم سے جدا کیا گیا جزء کا جو عام مفہوم یا عرفِ متفاہم ہے وہ یہ ہے کہ کسی زندہ جانور سے طبعی طریقہ سے کوئی جزء کاٹ کر یا نوچ کر اس طرح علیحدہ کرنا کہ وہ بعینہ جانور کا جزء ہی رہے اور اس میں استحالہ نہ ہو، جبکہ یہاں معاملہ ایسا نہیں بلکہ انسولین وغیرہ کو جب مذکورہ بالا مراحل سے گزارنے کے بعد بطورِ دوا یا بطورِ غذا استعمال کے قابل بنا دیا جاتا ہے تو عام لوگوں کے عرف میں نہ تو اسکو خنزیر وغیرہ حیوان کا جزء سمجھا جاتا ہے اور نہ ہی ان حیوانوں کی طرف کسی کا ذہن منتقل ہوتا ہے، بلکہ اس کو ایک مستقل دوا سمجھا جاتا ہے۔

پھر اس دقیق مشینی پراسس کے نتیجے میں اس کی جو مقدار اس ناپاک وحرام شئی (مثلاً خون، پیشاب وغیرہ) سے الگ کر کے نکالی گئی وہ اس قدر قلیل ہوتی ہے جو مقدار کے اعتبار سے اس خون اور پیشاب کے مقابلہ میں لاشئی کے درجہ میں ہو جاتی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس کی اتنی تھوڑی اور قلیل مقدار کو شرعاً اس درجہ میں نہیں سمجھا جا سکتا جو مقدار عموماً شریعت کی نگاہ میں نا قابلِ اعتناء یا قابلِ معاف ہوتی ہے، جسے شرعی اصطلاح میں "جزء مغتفر" سے تعبیر کیا جاتا ہے؟

خلاصہ یہ ہے کہ کیا کسی نجس یا حرام جسم سے حاصل شدہ ہارمونز وغیرہ کے استعمال کا بھی وہی حکم ہوگا جو کہ کسی حرام جانور مثلاً خنزیر کے اجزاء کو بدیہی طور پر کاٹ کر علیحدہ کر کے کھانے کا حکم (یعنی ناجائز اور حرام) ہے؟ یا یہ کہ خنزیر کے ان اجزاء کے دیگر حلال حیوانات اور جاندار اشیاء میں مشترک ہونے، مختلف کیمیائی مراحل سے گزرنے اور مقدار میں لاشئی کے درجہ میں ہو جانے کی وجہ سے سابقہ عدم جواز والا حکم ختم سمجھا جائے اور اس پراس کی موجودہ حقیقت کے مطابق حکم لگایا جائے؟ بظاہر تو یہ دوسری بات زیادہ قرینِ قیاس ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی صورت میں اس پر ناپاک یا حرام ہونے کا حکم یا خنزیر کے اجزاء والا سابقہ حکم نہیں لگانا چاہئے۔

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ انسولین وغیرہ پہلے اگرچہ سور اور گائے وغیرہ سے مذکورہ بالا دقیق

اور طویل پراسس کے ذریعہ کشید کی جاتی تھی، اور ۱۹۸۰ء کے عشرے سے پہلے یہ جانوروں سے ہی حاصل کی جاتی تھی اور بہت مہنگی ہوتی تھی۔ لیکن بائیوٹیکنالوجی کی ترقی نے اب یہ آسان بنادیا کہ آجکل زیادہ تر انسولین وغیرہ جراثیم سے بیکٹریل پراسس کے ذریعہ لیبارٹیز میں حاصل کی جارہی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں اب نہ صرف بیکٹریل انسولین حاصل کی جارہی ہے بلکہ بیکٹریا کو دہی اور پنیر بنانے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، اور ان کی مدد سے بہت سی اینٹی بائیوٹک ادویات اور دیگر کیمیائی مادے بنائے جاتے ہیں۔

کرۂ ارض پر جہاں بے شمار ایسے جاندار ہیں جو اربوں کھربوں خلیوں (Cells) سے ملکر بنے ہیں، وہاں ایسے جاندار بھی ہیں جو صرف ایک خلیہ (Cell) پر مشتمل ہوتے ہیں۔ مثلاً بیکٹریا ہے یہ ایک خلیہ پر مشتمل جاندار ہے۔ انسانی خلیوں اور بیکٹریا کے خلیوں کے بنیادی پراسس ایک جیسے ہیں۔ ایک انسانی جسم میں اس کے خلیوں سے بھی زیادہ بیکٹریا موجود ہوتے ہیں، جسم میں خلیوں کی کل مقدار سے تقریباً دس گنا زیادہ بیکٹریا موجود ہوتے ہیں۔ جن میں سے بعض ہمارے جسم کو تندرست اور جسم کے افعال کو رواں دواں رکھنے کے لئے ضروری ہیں، جبکہ بعض ہمارے جسم کو ٹھیک سے کام کرنے نہیں دیتے بلکہ جسم میں بیماریاں پھیلانے والے ہیں۔

بیکٹریا کرۂ ارض میں ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ مٹی، پانی، تیزابی چشموں، تابکار مادوں، حیوانات اور نباتات وغیرہ میں۔ ایک گرام مٹی میں عام طور پر تقریباً چار کروڑ بیکٹریا پائے جاتے ہیں۔ جبکہ میٹھے پانی کے ایک ملی میٹر میں کم از کم دس لاکھ بیکٹریا موجود ہوتے ہیں۔

دورِ حاضر میں بایئوٹیکنالوجی میں مزید حیران کن پیش رفت ہورہی ہے جس کی بدولت اب ہیومن انٹر فیرون، ہیومن انسولین اور ہیومن گروتھ ہارمون جیسے اساسی مادوں کی بیکٹیریل پروڈکشن عروج پر ہے۔ ان کیمیکلز کی تیاری کیلئے ای کولائی (Escherichia coli) جیسے سادہ بیکٹیریا کو استعمال میں لایا گیا ہے تاکہ ادویات کی تیاری کیلئے ان کی بڑی مقدار آسانی سے میسر آسکے۔ بیکٹیریا میں بھی تبدیلی لائی جارہی ہے تاکہ ان سے ہر قسم کے دیگر کیمیکلز اور انزائمنز پیدا کئے جاسکیں۔ سائنسی تحقیق کے مطابق خلیوں کے اندر کسی بھی وقت جو کچھ ہورہا ہوتا ہے وہ درحقیقت انزائمنز کررہے ہوتے ہیں۔ ای کولائی کی

طرح کے بیکٹریم میں تقریباً ایک ہزار قسموں کے انزائمز ہوتے ہیں جو کہ سائٹو پلازم کے اندر تیرتے رہتے ہیں۔(انزائمز کو سادہ انداز میں یوں سمجھا جاسکتا ہے: خلیہ کا بیرونی حصہ سیل ممبرین کہلاتا ہے، خلیہ کے وسط میں ڈی این اے ہوتا ہے جو لپٹے ہوئے دھاگوں کے گول سے گچھے کی طرح ہے۔بیکٹریم کے اندر ڈی این اے کے لئے کوئی حفاظتی تہ نہیں ہوتی۔سیل ممبرین کے اندر پانی کی طرح کا سیال بھرا ہوتا ہے، جو کہ سائٹو پلازم کہلاتا ہے، ڈی این اے کا گچھہ سائٹو پلازم کے اندر تقریباً وسط میں ڈھیلے ڈھالے انداز میں تیرتا رہتا ہے۔سائٹو پلازم میں تقریباً ستر (70%) فیصد پانی ہوتا ہے، باقی تیس (30%) حصے پروٹینز بھری ہوتی ہیں جنہیں انزائمز کہتے ہیں، انزائمز ایمینو ایسڈ سے بنتے ہیں جو کہ درحقیقت پروٹینز ہیں)انزائمز انتہائی اہم خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔یہ خصوصیات انہیں چھوٹی کیمکل ری ایکشن مشینوں میں تبدیل کردیتی ہیں۔خلیہ میں انزائمز کا مقصد بھی کیمیکل ری ایکشن کو تیز کرنا ہے۔یہ ری ایکشنز خلیہ کو چیزیں بنانے یاضرورت پڑنے پر انہیں الگ کرنے کی سہولت دیتے ہیں۔جب انزائم تشکیل پاتا ہے تو اس کے لئے سو سے لیکر ہزار تک ایمینو ایسڈز بہت خاص اور منفرد انداز میں جمع ہوتے ہیں جسکی بدولت انزائم میں مخصوص کیمیکل ری ایکشنز ہوتے ہیں، اس طرح انزائم ری ایکشن کی رفتار کو حیران کن حد تک بڑھاتا ہے۔مختلف قسم کے انزائم کی سیکڑوں سے لیکر لاکھوں تک کی کاپیاں (مثل) تیار کی جاسکتی ہیں۔

چنانچہ اب انسولین حاصل کرنے کے لئے انسانی انسولین بنانے والے جین کو نارمل ای کولائی بیکٹیریا کے جینز میں شامل کیا گیا۔ای کولائی (Escherichia coli) ایک روایتی بیکٹریا ہے۔یہ انسانی خلیہ کے ۱۰۰ ویں حصے کے برابر ہوتا ہے۔تقریباً ایک مائکرون لمبا اور مائکرون کے دسویں حصے کے برابر چوڑا ہوتا ہے۔اسے مائکروسکوپ کے بغیر دیکھنا ممکن نہیں۔

جین میں شامل ہونے کے بعد نارمل سیلولر مشینری نے کسی دوسرے انزائم کی طرح اسے مشینی طریقے سے بنانا شروع کردیا۔اس طرح اب تبدیل شدہ بیکٹیریا کی بڑے پیمانے پر پیدائش کے بعد اسے خالص کر کے قابل استعمال اور سستی انسولین تیار کرنا ممکن ہوگیا۔یعنی اب مختلف بیماریوں میں استعمال ہونے والی انسولین وغیرہ لیبارٹیز میں بیکٹریا سے مختلف کیمیائی پراسس کے ذریعہ تیار کی جاتی

ہے اور جینز Genes کوبطورِ کوڈ استعمال کیا جاتا ہے، جب جینز کو بیکٹریا کے سیل میں ڈالتے ہیں توبیکٹریا انسولین بنانا شروع کردیتے ہیں۔آسان الفاظ میں Gene کی حقیقت اس طرح سمجھی جاسکتی ہے کہ جین ڈی این اے (DNA) کا ایک حصہ ہے جومخصوص ہدایات جاری کرتا ہے اوروہ کروموسوم کی اکائی ہے،اور جسم کے جتنے اجزاء ہیں وہ سارے کے سارے Genes سے مرکب ہیں،اوراس ترکیب میں Genes ایسے مشترک ہوتے ہیں کہ جینز ہونے کی حیثیت سے ان سے خنزیر کی ترکیب میں اور انسان کی ترکیب میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے۔جین کیمیائی طور پرحیاتیات کی معلومات کوایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل کرنے کا ذریعہ ہے۔ہرخلیہ جین ہی سے ہدایات لیکراس کے مطابق پروٹین (لحمیات) بناتا ہے۔جبکہ ڈی این اے(DNA) نیوکلک ایسڈ ہے جوخالص حالت میں مختلف جاندار (مثلاً پودوں ،حیوانوں ،بیکٹریا اوروائرس) میں موجود ہوتا ہے۔یہ ایک پیچیدہ مالیکیول ہے جوزیادہ تر پروٹین سے بنا ہوتا ہے۔اس میں کاربن،آکسیجن،ہائڈروجن اور فاسفورس موجود ہوتے ہیں۔

نوٹ :چونکہ آجکل بہت سی عام کھانے پینے کی چیزوں میں بھی بیکٹریا استعمال کیا جارہا ہے۔مثلاً چائینز نمک یامونوسوڈیم گلوٹامیٹ (Monosodium Glutamate) میں بیکٹریا استعمال کیا جاتا ہے۔اس لئے بائیوٹیکنالوجی میں استعمال ہونے والے بیکٹریا اوران کے حصول کے طریقوں کوسمجھنے کے لئے مزید یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں کہ بیکٹریا کا ایک مستقل وجود ہے اور یہ یک خلوی جاندار (جرثومہ) ہے، نیزیہ دوسرے ناپاک اورحرام جانوروں سے مختلف بھی ہے؛ کیونکہ یہ غیردموی ہے(یعنی ایسا جاندار جو بہتا ہوا خون نہیں رکھتا ہے) اور غیردموی جاندار شرعاً پاک ہیں،اور بیکٹریا پر استقذار اور استخباث (یعنی قابلِ گھن چیز ہونے) کا حکم لگانا بھی مشکل ہے؛ کیونکہ یہ جراثیم ہمارے کھانے پینے کی اشیاء میں ہروقت موجود ہوتے ہیں اور ہم کسی طبعی وشرعی کراہت محسوس کئے بغیر مذکورہ چیزوں کواستعمال کرتے ہیں۔اس لئے بیکٹریا خود بھی اگرضرورت کی غذا اور دوا میں استعمال ہوتو اس کے استعمال کی گنجائش ہونی چاہیے۔

واضح رہے کہ گھن اور استقذار (Disgust/Dissgustful Thing) ایک فطری اور طبعی چیز ہے،احقر کے علم میں شرعاً اسکا کوئی خاص معیار مقرر نہیں ،البتہ اتنی بات واضح ہے کہ سلیم الطبع آدمی

کی طبیعت اس سے ناگواری محسوس کرے اور اہل عرب کے ہاں یہ قابل گھن چیز ہو؛ کیونکہ "ویحرم علیهم الخبائث" کے اولین مخاطب وہی ہیں۔

بہر حال ان تمام تفصیلات کا تقاضا یہ ہے کہ بیکٹر یا بذاتِ خود حرام یا ناپاک نہیں، اس لئے کسی ضرورت کی بناء پر اگر کسی چیز میں یہ ڈالا جائے تو محض بیکٹر یا کی وجہ سے اس چیز کو حرام یا ناپاک کہنا مشکل ہے۔ الّا یہ کہ تحقیق سے حرمت کی کوئی اور وجہ سامنے آجائے تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

فائدہ

یہاں یہ واضح کر دینا بھی مناسب ہے کہ اضطراری حالت میں اگر چہ بعض شرائط کے ساتھ عضو انسانی یا جزء بنی آدم سے استفادے کی گنجائش ہوتی ہے، لیکن حالتِ اختیاری یعنی غیر اضطراری حالت میں جسم انسانی یا انسانی عضو کا استعمال ہرگز جائز نہیں۔ لہٰذا کھانے پینے کی چیزوں، ادویات یا دیگر مصنوعات میں انسانی اجزاء کا استعمال شرعاً ناجائز ہے جس سے اجتناب لازم ہے۔

بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ دورِ حاضر میں کچھ غذائی اشیاء، ادویات اور کاسمیٹکس میں مختلف اغراض (مثلاً تطویر خبز کے لئے، دودھ بڑھانے کے لئے یا خوبصورتی میں اضافہ وغیرہ) کے لئے بعض مصنوعات (products) میں انسانی بال، مشیمہ، جھلی یا لحمیات وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً خوبصورتی میں اضافے، چہرے کی تازگی یا بڑھاپے کے آثار کو مؤخر کرنے کی غرض سے EWE (Embryo Whole Of Essence) کی تیاری (جو انسانی جنین سے بذریعۂ اسقاط حمل حاصل کیا جاتا ہے) یا لکتاٹف (Laktatif) جو انسانی جنین کی جھلی اور غلاف سے حاصل کر کے دودھ بڑھانے کی غرض سے دوا میں استعمال کرنا، یا ایل سسٹین (L-cysteine) جو انسانی بالوں سے تیار کیا جاتا ہے اور تطویر خبز (Flour imporer) یعنی آٹا کو صحیح طرح رچانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، یا مولو+ کو بی۱۲ (Moloco+B12) جو انسانی مشیمہ (Placenta) یعنی انسانی جنین کے غلاف سے تیار کیا جاتا ہے وغیرہ۔ (مذکورہ بالا معلومات مجلس علماء انڈونیشیا کی طرف سے فراہم کردہ ہیں اور مذکورہ بالا نام بھی انڈونیشیا کی زبان کا ہے۔)

لہٰذا اگر یہ معلومات درست ہوں تو ایسی مصنوعات سے مکمل اجتناب لازم ہے اور مسلمان حکمرانوں کی

ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی مصنوعات پر مکمل پابندی عائد کریں، کیونکہ انسانی بال، مشیمہ اور جھلی کے انسانی جزء ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور اضطراری حالت کے علاوہ انسانی اجزاء کے استعمال کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ اور اگر حقیقت اس کے برخلاف ہو اور ان چیزوں کی تیاری میں بھی انسانی جزء کے بجائے ہارمونز وغیرہ کی طرح صرف کیمیائی مادے ہی استعمال ہوتے ہیں تو ان کے حکم میں بھی وہی تفصیل ہوگی جو ہارمونز وغیرہ میں گزری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

جاری ہے....

دعاؤں کا طالب:

محمد عاصم، متخصص فی الافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

asimfarooq1080@gmail.com

www.facebook.com/asim1080

www.twitter.com/asimfarooq1080